رپورٹ

جماعت اسلامی کے خیر سگالی وفد کا دورہ افغانستان

25 ستمبر تا 02 اکتوبر 2025ء

❖ تعارف افغانستان

افغانستان جنوب ایشیا میں واقع ایک اسلامی ملک ہے جس کا دارالحکومت کابل ہے۔ اس کی دو سرکاری زبانیں ہیں: فارسی اور پشتو، اور اس کی آبادی تقریباً 31.39 ملین افراد پر مشتمل ہے۔ اس ملک کی ایک طویل اور پیچیدہ تاریخ ہے جس میں سکندر اعظم، غزنوی سلطنت، مغل، اور احمد شاہ درانی جیسی متعدد سلطنتوں اور جنگوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

❖ **جغرافیائی حدود:** افغانستان ایک بری ملک (Landlocked Country) ہے، یعنی اس کا کوئی سمندر سے تعلق نہیں۔ اس کی سرحد 6 ممالک سے ملتی ہے۔

1- **مغربی سرحد ہمسایہ:** ایران لمبائی: تقریباً 921 کلومیٹر اہم مقامات: اسلام قلعہ، ہرات، زرنج، نمروز

2- **شمالی سرحد ہمسایہ ممالک:** ترکمانستان (744 کلومیٹر) ازبکستان (144 کلومیٹر) تاجکستان (1357 کلومیٹر) دریائے آمو (Amu Darya) زیادہ تر حصے کو قدرتی سرحد بناتا ہے۔

3- **مشرقی سرحد ہمسایہ پاکستان:** لمبائی: تقریباً 2670 کلومیٹر (سب سے طویل سرحد) مشہور نام: ڈیورنڈ لائن، اہم راستے: تورخم (خیبر ایجنسی)، چمن (بلوچستان)

4- **شمال مشرقی سرحد ہمسایہ: چین** لمبائی: تقریباً 92 کلومیٹر (بہت چھوٹی سرحد)، مقام: واخان کوری

❖ **طورخم بارڈر پر مشکلات** طورخم بارڈر پاکستان اور افغانستان کے درمیان خیبر ایجنسی میں واقع مرکزی گزرگاہ) دونوں ممالک کے لیے تجارتی، معاشی اور عوامی آمدورفت کا اہم مقام ہے۔ مگر اس کے ساتھ کئی طرح کی مشکلات جڑی ہوئی ہیں۔

1. **سیکیورٹی کے مسائل** دہشت گردی اور اسمگلنگ کے خدشات کی وجہ سے سخت چیکنگ کی جاتی ہے۔ بعض اوقات بارڈر بند رہنے سے تجارتی قافلے پھنس جاتے ہیں۔

2. **تجارتی مشکلات** کسٹم اور کلیئرنس کے پیچیدہ مراحل بھاری ٹیکس اور ڈیوٹیاں بار بار بندش کی وجہ سے پھل، سبزیاں اور دیگر خراب ہونے والی اشیاء ضائع ہو جاتی ہیں۔

3. عوامی آمدورفت کے مسائل: بارڈر پر لمبی قطاریں اور انتظار، پاسپورٹ اور ویزہ پالیسی سخت ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کو مشکلات، مریض، مزدور اور طلبہ اکثر رکتے ہیں۔

4. سیاسی و انتظامی رکاوٹیں: دونوں ممالک کے تعلقات کشیدہ ہونے پر سب سے پہلے طورخم بارڈر بند کر دیا جاتا ہے، پالیسیوں میں اچانک تبدیلیاں۔

5. مقامی آبادی کے مسائل: بارڈر بند ہونے پر قریبی علاقوں کی روزی متاثر ہوتی ہے۔ چھوٹے تاجر اور ٹرانسپورٹر سب سے زیادہ نقصان اٹھاتے ہیں یعنی طورخم بارڈر ایک طرف دونوں ممالک کے لیے تجارتی شریان ہے مگر دوسری طرف سیکیورٹی، سیاسی کشیدگی، اور غیر مؤثر انتظامی نظام کی وجہ سے عوام اور تاجروں کے لیے مشکلات بھی بہت زیادہ ہیں۔

- **تحریکِ طالبان پاکستان (TTP) کا پس منظر:** تحریکِ طالبان پاکستان (TTP) پاکستان میں ایک کالعدم دہشت گرد تنظیم ہے جس نے گزشتہ کئی سالوں میں ملک میں متعدد پر تشدد کارروائیاں کی ہیں۔ TTP کی کارروائیاں خاص طور پر قبائلی علاقوں، خیبر پختونخوا، بلوچستان، اور بعض اوقات شہری مراکز جیسے لاہور، کراچی، اور اسلام آباد تک محدود نہیں رہیں۔ TTP کا قیام 2007 میں ہوا۔ اس کا مقصد پاکستان میں "شریعت" کا نفاذ اور ریاستی نظام کے خلاف مسلح جدوجہد ہے۔ TTP مختلف شدت پسند گروپوں کا اتحاد ہے جو پاکستانی ریاست، خاص طور پر افواجِ پاکستان اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے خلاف برسرپیکار رہے ہیں۔

❖ TTP کی دہشت گردانہ کارروائیاں:

1. سکیورٹی فورسز پر حملے: فوجی چوکیوں، پولیس اسٹیشنز، اور ایف سی اہلکاروں پر بارہا حملے کیے گئے۔ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں باقاعدہ گھات لگا کر حملے کیے جاتے رہے۔

2. عام شہریوں کو نشانہ بنانا: بازاروں، مساجد، اسکولوں اور دیگر عوامی مقامات پر بم دھماکے کیے گئے۔ خودکش حملے، خاص طور پر شہری مراکز میں، ان کی پہچان بن چکے ہیں۔

3. آرمی پبلک اسکول (APS) پشاور پر حملہ: 16 دسمبر 2014: یہ TTP کا سب سے خوفناک اور بدنام حملہ ہے۔140 سے زائد افراد شہید ہوئے، جن میں زیادہ تر بچے تھے۔اس حملے نے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا اور دہشت گردی کے خلاف قومی بیانیہ کو مضبوط کیا۔

2. قومی ایکشن پلان (NAP):APS حملے کے بعد 2014 میں بنایا گیا۔

اس کے تحت مدارس کی نگرانی، انتہاپسندوں کی مالی معاونت کی روک تھام، اور نفرت انگیز مواد پر پابندی جیسے اقدامات شامل ہیں۔حالیہ صورتِ حال (2024–2025 تک کی معلومات کی بنیاد پر): افغانستان میں طالبان کی حکومت آنے کے بعد TTP کی سرگرمیوں میں ایک بار پھر اضافہ ہوا ہے۔TTP نے سیز فائر معاہدے توڑے اور حملے دوبارہ تیز کیے۔پاکستان نے افغانستان کے ساتھ سفارتی سطح پر TTP کی پناہ گاہوں پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔

TTP ایک مسلسل خطرہ بنی ہوئی ہے، خاص طور پر خیبر پختونخوا اور قبائلی علاقوں میں۔ریاستی اداروں نے اس کے خلاف سخت اقدامات کیے ہیں، لیکن مکمل خاتمہ ابھی باقی ہے۔اس مسئلے کا حل صرف فوجی کارروائی نہیں بلکہ معاشرتی، معاشی، اور تعلیمی محاذ پر بھی کام کرنے سے ممکن ہوگا۔

❖ تحریکِ طالبان پاکستان (TTP) کے سپورٹرز کون؟

دہشت گرد تنظیموں کی حمایت کھلے عام نہیں کی جاتی، بلکہ یہ اکثر خفیہ، نظریاتی، یا مالیاتی سطح پر ہوتی ہے۔ تاہم، مختلف ذرائع اور رپورٹس کی بنیاد پر TTP کو حمایت دینے والے چند ممکنہ عناصر کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔افغانستان میں موجود حمایت (خاص طور پر طالبان حکومت کے بعد) طالبان حکومت (افغانستان) اگرچہ طالبان اور TTP الگ گروہ ہیں، لیکن نظریاتی طور پر دونوں کا تعلق دیوبندی مکتبِ فکر اور جہادی سوچ سے ہے۔ طالبان حکومت نے TTP کے خلاف براہِ راست کارروائی نہیں کی، جس سے یہ تاثر ملا کہ وہ کم از کم انہیں برداشت ضرور کر رہی ہے۔رپورٹس کے مطابق، TTP کے رہنما اور جنگجو افغان سرزمین پر موجود ہیں، خاص طور پر کنڑ، نورستان، اور ننگرہار جیسے سرحدی صوبوں میں۔پاکستان نے اس حوالے سے افغان حکومت سے بارہا احتجاج کیا، لیکن مؤثر کارروائی نظر نہیں آئی۔

❖ **پاکستان نے افغان حکومت کو تسلیم نہیں کی ہے:** پاکستان نے رسمی طور پر طالبان کی قیادت میں افغانستان کی حکومت کو تسلیم (recognize) نہیں کیا ہے۔اگست 2021 میں طالبان نے افغانستان کا کنٹرول سنبھالا اور سابقہ افغان حکومت ختم ہو

گئی۔طالبان نے "اسلامی امارت افغانستان" کے نام سے حکومت قائم کی، لیکن ابھی تک دنیا کا کوئی بھی ملک بشمول پاکستان اس حکومت کو رسمی طور پر تسلیم نہیں کر سکا

- پاکستان کی پالیسی:پاکستان نےطالبان سے سفارتی اور عملی رابطے رکھے ہیں (مثلاً کابل میں سفارت خانہ، بارڈر مینجمنٹ، اور مذاکرات وغیرہ)۔مگر رسمی سفارتی سطح پر تسلیم نہیں کیاکہ طالبان کی حکومت ہی افغانستان کی "قانونی اور آئینی حکومت ہے۔

تسلیم نہ کرنے کی درجہ ذیل ممکنہ وجوہات ہیں۔

1. **بین الاقوامی دباؤ:**اقوام متحدہ، امریکہ، یورپی یونین اور دیگر ممالک چاہتے ہیں کہ طالبان خواتین، اقلیتوں، اور انسانی حقوق کا احترام کریں۔خواتین کی تعلیم و ملازمت پر پابندیوں کی وجہ سے طالبان کو تسلیم کرنے میں دنیا ہچکچا رہی ہے۔
2. **دہشت گردی کے خدشات:**افغانستان میں تحریک طالبان پاکستان (TTP) کی موجودگی پر پاکستان کو تحفظات ہیں۔پاکستان کئی بار کہہ چکا ہے کہ افغان سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال ہو رہی ہے، جس سے دو طرفہ تعلقات کشیدہ ہوئے۔
3. **حکومتی جامعیت (Inclusivity) کی کمی:**طالبان حکومت میں اقلیتوں، خواتین، یا دیگر نسلی گروہوں کی نمائندگی نہیں، جو کہ ایک "جامع حکومت" کی شرط کے خلاف ہے۔

موجودہ صورت حال:پاکستان اور طالبان حکومت کے درمیان سفارتی رابطے قائم ہیں، لیکن رسمی طور پر "تسلیم" (recognition) کا اعلان نہیں کیا گیا۔اسی طرح، چین، روس، ایران، ترکی اور دیگر ممالک نے بھی **ابھی تک رسمی تسلیم نہیں کیا۔

فہرست شرکاءوفد

نمبر شمار	نام شرکاء	عہدہ
1	محمد ابراہیم خان صاحب	امیر جماعت اسلامی صوبہ خیبر پختونخوا جنوبی سابق سینیٹر
2	عنایت اللہ خان صاحب	امیر جماعت اسلامی صوبہ خیبر پختونخوا شمالی
3	عبدالواسع صاحب	امیر جماعت اسلامی صوبہ خیبر پختونخوا وسطی
4	ڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب	ڈائریکٹر الخدمت الھاجری ہسپتال ونائب امیر جماعت اسلامی بلوچستان
5	ڈاکٹر محمد اقبال خلیل صاحب	چیئرمین ائی آر ایس وصدر احیاء العلوم فاؤنڈیشن خیبر پختونخوا

اہم ملاقاتیں

وفد نے افغانستان کے درجہ ذیل اہم شخصیات سے ملاقات کی۔

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	مولوی امیر خان متقی صاحب	وزیر خارجہ افغانستان
2	الحاج نورالدین عزیزی صاحب	وزیر تجارت افغانستان
3	مولوی عبدالکبیر صاحب	وزیر امور مہاجرین افغانستان
4	شیخ محمد خالد صاحب	وزیر امر بالمعروف ونہی عن المنکر افغانستان
5	مولوی سراج الدین حقانی صاحب	وزیر داخلہ افغانستان
6	عبید الرحمن نظامانی صاحب	سفیر پاکستان
7	پروفیسر محمد زمان اسلامی صاحب	صدر وارکان مجلس شوریٰ جمعیۃ الاصلاح

دیگر ملاقاتیں

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	مفتی محمد نور صاحب	وزارت خارجہ
2	مولوی عارف اللہ صاحب	وزارت داخلہ
3	مولانا عبدالصبور صاحب	جمعیت الاصلاح
4	قاری بشیر واصل صاحب	HAS
5	اٹارنی کلائیو سمتھ	وکیل عافیہ صدیقی
6	ڈاکٹر شاہ رخ رؤفی صاحب	CSRS

❖ دورہ افغانستان کی تفصیل

استقبال و پروگرام:

- ❖ شعبہ امور خارجہ جماعت اسلامی آصف لقمان قاضی صاحب نے اس دورے کی منصوبہ بندی کی اور سفارت خانے سے رابطے کے بعد یہ طے ہوا کہ جماعت اسلامی کے وفد کو سرکاری پروٹوکول دیا جائے گا اور وہ امارت اسلامی کے مہمان کی حیثیت سے 7 دن کابل میں گزاریں گے ۔
- ❖ دورے سے قبل وفد نے پاکستان کے وزارت خارجہ میں صادق خان صاحب نمائندہ خصوصی برائے افغانستان سے خصوصی ملاقات کی اوران کو پاک افغان تعلقات کے بارے میں تفصیلی بریفنگ دی گئی۔
- ❖ 23 ستمبر کو وفد اسلام آباد ایئرپورٹ سے کام ایئر کی فلائٹ کے ذریعے کابل روانہ ہوا، جس کا دورانیہ تقریباً 40 منٹ تھا۔کابل انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر امارتِ اسلامی افغانستان کے حکام نے وفد کا پرتپاک استقبال کیا اور مہمانوں کو وی آئی پی لاونج لے جایا گیا۔
- ❖ وزارتِ خارجہ افغانستان کے تعاون سے وفد کے قیام کا انتظام کابل انٹرکانٹی نینٹل ہوٹل میں کیا گیا، جہاں اعلیٰ معیار کے علیحدہ رہائشی کمرے اور کھانے وغیرہ کی مکمل سہولیات فراہم کی گئیں۔
- ❖ وفد کے لیے سرکاری نقل و حمل کا بھی بہترین انتظام کیا گیا اور انہیں وزارتِ خارجہ کی زیرِ نگرانی اعلیٰ معیار کی بلٹ پروف سرکاری گاڑیاں فراہم کی گئیں۔
- ❖ 5 اہم وزراء کے ساتھ ملاقاتوں کا اہتمام کیا گیا۔
- ❖ وزیراعظم محمد حسن اخوند کے ساتھ ملاقات بھی شیڈول میں شامل تھی لیکن اس روز انٹرنیٹ کی بندش کی وجہ سے مواصلاتی نظام ناکارہ ہو گیا تھا اسلئے یہ ملاقات ہو سکی۔
- ❖ تفریحی مقامات قرغہ ڈیم کابل اور پغمان کی سیر کرائی گئی اور ظہرانے کا بندوبست کیا گیا۔
- ❖ وزراء نے وفد کے ارکان کو تحائف دیئے۔

❖ ملاقاتوں کی تفصیل:

وفد کی پہلی ملاقات افغان وزیر خارجہ امیر خان متقی صاحب کے ساتھ ہوئی جن کے ہمراہ وزارت خارجہ کے اعلیٰ حکام مفتی نور محمد، عبد القہار بلخی، عبد الحئ قانت اور زکریا جلال بھی موجود تھے۔

❖ امیر خان متقی کے افتتاحی کلمات:

جماعتِ اسلامی نے ہمیشہ افغان عوام کی مظلومیت میں حمایت اور نصرت کی ہے، قاضی حسین احمد کو افغانستان کے سنگر کا مجاہد قرار دیا۔افغانستان کے بارے میں عجیب و غریب باتیں کی جاتی ہیں، لیکن اس کے باوجود افغانستان نے ترقی کی ہے اور امن قائم کیا ہے۔خواہش ہے کہ پاکستان کے ساتھ تعلقات مزید مضبوط ہوں، آمدورفت زیادہ ہو۔پاکستان کے مخالفین کے خلاف کارروائیاں کی گئیں، منگل باغ کو قابو کیا گیا۔پاکستان کی طرف سے جنرل باجوہ نے کنڑ اور خوست پر بمباری کی۔جب بھی حالات بہتر ہوتے ہیں تو خفیہ ہاتھ،تعلقات میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے۔ڈیورنڈ لائن کا کنٹرول مشکل ہے کیونکہ دونوں طرف مشترکہ قبائل ہیں۔بلوچی تنظیمیں ہمارے نظریاتی طور پر مخالف ہیں۔دیگر ممالک سے کوئی بڑی شکایت نہیں، افغانستان میں ترقی کا عمل جاری ہے۔روزانہ سینکڑوں پاکستانی گاڑیاں سیمنٹ لے کر افغانستان آتی ہیں۔داعش کی سرگرمیاں قابو میں ہیں، شرح خواندگی 8 فیصد بڑھ گئی ہے۔منشیات پر قابو پایا گیا ہے، خطے کے ممالک کے ساتھ تعلقات بہتر ہوئے ہیں، صنعتی ترقی، زرعی شعبہ اور معدنیات میں ترقی ہو رہی ہے۔

ٹی ٹی پی کی مشکل اب بھی موجود ہے، خاص طور پر قبائلی علاقوں میں۔پاکستان کی ویزہ پالیسی میں مشکلات ہیں۔جنرل مبین کو جیل میں ڈال دیا گیاہے۔افغانستان کے سیکیورٹی حالات بہتر ہوئے ہیں، فیصلے اب افغان خود کر رہے ہیں۔لاکھوں بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں، یتیموں اور معذورین کے لیے وظائف مقرر ہیں۔

پاکستان میں تخریب کاری کا مسئلہ قابلِ تشویش ہے لیکن پاکستان کے افغانوں پر بہت احسانات ہیں، لاکھوں افغانوں کو پناہ دی گئی۔

❖ **پروفیسر محمد ابراہیم** صاحب نے کہا انقلاب کے بعد سن2022ءمیں افغانستان آیا تھا جماعت نے ہمیشہ افغانوں کی مدد کی ہے آپ کی کامیابی فتح مکہ کی مانند ہے امارت اسلامی کی آمد اور امریکہ کا خروج ایک وقت میں ہوا ہماری خواہش ہے کہ دونوں ممالک کی حکومتوں کے درمیان تعلقات بھی بحال ہوں۔انہوں نے کہا ہماری صوبے میں جنوبی اضلاع

میں بڑے پیمانے پر ظلم و ستم ہو رہا ہے ، گھر تباہ ہو رہے ہیں ،اسلام کے نام پر جہاد ہے حالات مشکوک ہیں۔ واضح طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ کون کیا کر رہا ہے۔کہاجاتا ہے کہ ہم غیر شرعی نظام کے خلاف جہاد کررہے ہیں اور امیر المؤمنین سے بیعت یافتہ ہیں۔ ہم نے امن جرگہ بنایا تھا ہمارے مطالبے اپنی حکومت سے ہوتے ہیں جس کا امریکہ کے ساتھ تعلق ایک سوالیہ نشان ہے۔ امارت اسلامی افغانستان دنیا میں اسلام کی علامت بن چکا ہے۔

پاکستان اور افغانستان کے درمیان تعلقات کی بحالی ہمارا بڑا مقصد ہے ۔افغانستان میں آئین و دستور کا ابھی تک اعلان نہیں ہوااور لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم پر پابندی بھی ایک بڑامسئلہ ہے۔

❖ **وزیر خارجہ افغانستان** نے جواب میں کہا کہ ہمارے ملک میں بہت ساری اقوام آباد ہیں جن میں اختلافات موجود ہیں۔ جنگ کا دور گزرا ہے سخت دشمنیاں ہیں انتقام در انتقام کا سلسلہ ہے اساسی قانون کی اتفاق رائے سے منظوری اس مرحلے میں ایک مشکل امر ہے اور کمزور قانون بنانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔یہ ایک حساس معاملہ ہے اور ہمیں اس پر مضبوط کام کرنا ہے ۔خواتین کی تعلیم ضروری ہے اس پر یقیناً فیصلہ کرنا ہے پاکستان سے اس وقت بھی طلبہ کی خاصی تعداد افغانستان میں پڑھنے کے لئے آتی ہے 130 نجی یونیورسٹیاں ہے اور 40 سرکاری۔

❖ کابل میں پاکستانی سفیر اور دیگر حکام سے ملاقات

دورے کے تیسرے روز شام کے وقت کابل کے پاکستانی سفارتخانے میں سفیر عبید الرحمن نظامانی صاحب اور ان کی پوری ٹیم کے ساتھ ایک تفصیلی نشست ہوئی۔ حیدر آباد سندھ میں نظامانی خاندان سے تعلق رکھنے والے عبید الرحمن صاحب ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار سفارتکار ہیں جو پہلے کئی اہم مناصب پر تعینات رہ چکے ہیں۔ انہوں نے جماعت اسلامی کے وفد کی بھرپور پزیرائی کی اور پاک افغان تعلقات کے موضوع پر اہم معلومات فراہم کیں۔ خاص طور پر پاکستان میں دہشتگردوں کی حمایت کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ انہوں نے پاکستان کے بارے میں طالبان قیادت کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہمارا ان سے کم از کم یہ مطالبہ ہے کہ وہ پاکستان میں جاری دہشت گردی اور حملوں میں کمی لانے میں اپنا کردار ادا کرے۔

انہوں نے کہا کہ باوجود یقین دہانیوں کے اب تک اس معاملے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اس وقت پاکستان کی جانب سے سالانہ 1600 افغان طلبہ وطالبات کو تعلیمی وظیفے جاری کئے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ پہلے طالبات کے وظیفوں پر پابندی لگائی لیکن پھر بعد میں یہ پابندی ختم کر دی گئی۔ ویزوں میں افغان ایجنٹوں کی جانب سے بڑی رقوم کی وصولی کے سوال کا وہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ وفد کو عشائیہ بھی دیا گیا۔ اس دوران ویزا سیکشن کے انچارج نے بتایا کہ امسال اب تک پاکستان کے لئے دو لاکھ پچاس ہزار ویزے جاری کئے جا چکے ہیں۔

وفد کی الحاج نورالدین عزیزی صاحب وزیرِ صنعت و تجارت اور دیگر متعلقہ حکام کے ساتھ ملاقات۔

وزیرِ صنعت و تجارت نورالدین عزیزی صاحب نے مہاجرین اور مجاہدین کی خدمت پر جماعت اسلامی پاکستان کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے لاکھوں افغانوں کی مہمان نوازی کی ہے۔ جس کے ہم مشکور ہیں حکومتیں بدلتی رہتی ہیں لیکن دونوں ممالک کے عوام کے درمیان محبت واُلفت کا تعلق ہمیشہ قائم رہتا ہے۔

❖ **پروفیسر ابراہیم صاحب** نے افغانستان کے اپنے پہلے دورے کا ذکر کیا اور امارت اسلامی کے قیام کو ایک تاریخی واقعہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک کے باہمی تعلقات میں تجارت کا ایک اہم کردار ہے جس کو ہر صورت میں جاری رہنا چاہئے۔

❖ **عنایت اللہ خان صاحب** نے کہا کہ تجارتی و ثقافتی تعلقات کی اہمیت اقوام عالم میں بہت زیادہ ہے۔ باہمی تجارت کا حجم موجودہ تین بلین ڈالر سے بڑھا کر دس بلین ڈالر تک پہنچانا چاہیے۔ پرانے راستوں سے تجارت کو اجازت ملنی چاہئے۔ ناواپاس اور دیگر سرحدی راستوں کو کھولنے کے موضوع پر خصوصی گفتگو ہوئی۔ مزید کہا کہ دونوں جانب تخریبکاری اور امن وامان کے فقدان کی وجہ سے تجارتی تعلقات میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ باجوڑ، مہمند، دیر اور کنڑ صوبے کے درمیان باہمی تجارت ہمارے لئے بہت اہم ہے اور اس میں مسلسل اضافے کی ضرورت ہے۔

❖ **وزیر تجارت** نے کہا کہ امارت اسلامی میں کوئی بھی وزیر یار ہنما پاکستان کے مخالف نہیں ہے۔ کوئی بھی پاکستان سے جنگ نہیں چاہتا۔ گزشتہ برسوں میں سرحدی بندش کی وجہ سے ھمارا بڑا نقصان ہوا ہے۔ اب کئی ماہ سے راستے کھلے ہوئے ہیں۔

پاکستانی حکام کی جانب سے کئی بار مشکلات کھڑی کی گئی ہیں۔ بین الاقوامی مسائل موجود ہیں جو حل طلب ہیں۔

ٹی ٹی پی کا مسئلہ پاکستان کو خود حل کرنا چاہیے یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ پاکستان ایک بڑا ملک ہے اور اس کے پاس بہت سے وسائل ہیں وہ ایک ایٹمی طاقت ہے اس کو اپنے لوگوں کو کنٹرول کرنا ہو گا پاکستان کو افغانستان پر الزامات نہیں لگانے چاہیے جماعت اسلامی ایک نظریاتی تنظیم ہے وہ مشترک مفاد پر کام کر سکتی ہے۔

انہوں نے مزید کہا 4 سے 6 نومبر پشاور میں پاک افغان مشترکہ تجارتی نمائش طے ہے۔ واہگہ بارڈر تک افغان سامان جانے کو اجازت ہے۔ جبکہ طورخم پر صرف چار سو گاڑیوں کی اجازت ہے۔ چوبیس گھنٹے وقت لگتا ہے۔ سمگلنگ کا مسئلہ دو طرف ہے۔ کپڑے ادویات وغیرہ پاکستان سے آتے ہیں۔ ویزے کے مسائل حل طلب ہیں۔ ایک سال بعد ویزہ ملتا ہے۔ تو اس کا کیا فائدہ ہے؟ جرگوں سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ تجارتی مسائل کے حل کیلئے میں حاضر ہوں۔

❖ مولوی عبدالکبیر وزیر امور مہاجرین اور شیخ محمد خالد وزیر امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دیگر اعلیٰ حکام سے وفد کی ملاقات۔

مولوی عبدالکبیر(سابق وزیر اعظم افغانستان)نے کہا پاکستان کے لوگوں نے ہمارے ساتھ قربانیاں دی ہیں ہم اس وقت ان کو غیر ملکی یا اجنبی نہیں سمجھتے تھے اب بھی ہم ان سب کو اجنبی نہیں سمجھتے بلکہ اپنا ہی سمجھتے ہیں ہمارا کارواں بہت بڑا ہے اور آپ ہمارے ساتھ شامل ہیں آپ کا آنا ہماری لئے باعث افتخار ہے وہ لوگ جنہوں نے چند ڈالروں کیلئے امریکیوں کی مزدوری کی ہیں وہ ہماری نہیں بلکہ آپ ہمارے ساتھ ہی ہیں جماعت اسلامی ہمارے ساتھ کھڑی تھی اور ہر مجاز پر ہمارا ساتھ دیاہے۔جس کے لئے ہم قاضی حسین احمد، سراج الحق اور سید منور حسن کے مشکور ہیں۔

❖ پروفیسر محمد ابراہیم خان صاحب نے کہا افغانستان کا انقلاب ہماری لئے بہت بڑی کامیابی ہے اس کو ہم اپنا انقلاب سمجھتے ہیں ہمیں بہت پہلے آنا چاہیئے تھا دوہزار بائیس 2022ءمیں ایک دفعہ میں آیا تھا اور اب دوبارہ آیا ہوں اس کی کامیابی کیلئے ہم دعا گو ہیں یہ فتح مکہ کی طرح کامیابی تھی اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس کی حفاظت فرمائے مزید کہا ہم نے مہاجرین کی خدمت کی ہے جو کچھ کیا ہے اس سے زیادہ کرنا چاہیئے تھا۔ مہاجرین کی واپسی میں جو مشکلات ہے اس کا ہمیں احساس ہے ہم الخدمت کی طرف سے بھی ان کی خدمت کر رہے ہیں افغانستان میں اسلامی نظام کا ایک عملی نمونہ قائم ہوا ہے،امن قائم ہوا ہے۔

❖ مولوی عبدالکبیر صاحب نے کہا اسلامی نظام کامیاب ہوا ،امن قائم ہوا ہے۔ پہلے مجاہدین نے روسیوں اور وارساپیکٹ کو ناکام بنایا اور پھر ہم نے امریکہ اور نیٹو کو شکست دی وہ مجاہدین ہمارے قائدین ہیں حکمت یار، یونس خالص، نبی محمدی ۔ہم نے امریکی دور کے جرنیلوں کو معافی دی ہے ان کی سپاہیوں کو عفو دیا ہے ان کے اہل خانہ کو معاف کیا ہے آمن قائم ہے تمام صوبوں اور اضلاع میں آپ افغانستان میں جہاں جانا چاہتے ہیں جا سکتے ہیں داعش کی تخریب کاری کو ختم کیا ہے وہ افغانستان اور پاکستان دونوں ملتوں کی دشمن ہے ٹی ٹی پی کا مسئلہ موجود ہے ہم ان کے طرفدار نہیں ہیں، ہم ان کو اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ پاکستان کے خلاف کروائی کرے۔ ٹی ٹی پی تو پہلے سے موجود تھی اور اب بھی ہے اس جنگ کو ختم کرنا چاہیے سپین بولدک میں جب پاکستانی فوج نے حملہ کیا تو امیر المؤمنین نے جوابی حملے کی اجازت نہیں دی ،پاکستان اور افغانستان دونوں پڑوسی مسلم ممالک ہیں ان کی آپس میں لڑائی نہیں ہونے

چاہیے پڑوسی جارحیت کے خلاف پاکستان نے ہمارا ساتھ دیا اب پڑوس سے دوستی ہو گئی اور پاکستان سے دشمنی یہ عجیب بات ہے اس موضوع پر بات ہونی چاہیے ۔
دونوں طرف کے مشران اور علماء کرام کو آپس میں مل بیٹھ کر مسئلہ حل کرنا چاہیے پاکستان کے علماء فتوی جاری کریں کہ پاکستانی فوج کے خلاف جنگ جائز نہیں ہے ہم نے ان کی حق میں کوئی فتوی نہیں دیا ہم اپنے نوجوانوں کو جنگ کیلئے نہیں بھیجتے۔ افغان مہاجرین چالیس سال آپ کے مہمان رہے ہیں ان کو بے عزتی سے نہ نکالیں وہ آمن و سکون سے تیار کر کے واپس آئیں ہم ان کیلئے بندوبست کر رہے ہیں۔ ان کی چیکنگ اب افغانستان کے اندر ہوتی ہے ،افغان مہاجر دینی غیرت کی وجہ سے ہجرت کی ہیں وہ راشن کیلئے وہاں نہیں گئے تھے ان کی قدر کرنے چاہیے پاکستان نے ہمارے ساتھ ہمکاری کی ہے جنرل ضیاالحق نے تعاون کیا ہے ان کا احسان ہے جہاد افغانستان کی وجہ سے پاکستان کی حفاظت بھی کی ہے۔ اگر ہم نے امریکہ اور روس کو شکست دی ہے تو اس کا فائدہ پاکستان کو بھی ہوا ہے دونوں کو ایک دوسرے کا احسانمند ہونا چاہیے پاکستان کیلئے ہم نمک حرام نہیں ہیں پاکستان فوج کے جرنیلوں کو سمجھانا چاہیے کہ سپر پاور امریکہ کو کس نے شکست دی ہے ٹی ٹی پی کو امارت نے نہیں بنایا تھا۔مہاجرین کو بے عزت نہ کرے یہ اسلامی تاریخ میں نہیں ہے زور زبردستی سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

- **پروفیسر محمد ابراہیم صاحب** نے کہا قاضی صاحب نے مجاہدین کی اتحاد کیلئے ساری زندگی کام کیا مولانا گوہر الرحمان مرحوم نے وحدت امامت کی اصطلاح استعمال کی جب 1996 میں امارت اسلامی قائم ہوئی تو اس کو وحدت امامت قرار دیا تھا۔روسی فوج کو شکست افغان مجاہدین نے دی ہے۔ ٹی ٹی پی کا معاملہ بنوں اور جنوبی اضلاع میں شدت اختیار کر رہا ہے ہمیں ان کے بارے میں نہیں معلوم کہ ان کی پشت پناہی کون کر رہا ہے۔ غزہ کے مسلمان آب ہماری امداد کی مستحق ہیں
- **عنایت اللہ خان صاحب** نے کہا ہم نے دونوں جہادی ادوار میں آپ کا ساتھ دیا ہے اس وقت بھی آپ کے حق میں بات کرتے ہے۔مذاکرات کے ذریعے مسئلے حل ہو سکتے ہیں لیکن اس کا طریقہ کار طے کرنا

چاہئے۔

- **عبدالواسع صاحب** نے کہا پاکستان کے عوام اب بھی افغانستان کے ساتھ محبت رکھتے ہیں ان کی واپسی پر وہ افسوس کا اظہار کرتے ہیں چالیس سالہ خدمت کو ضائع نہ کریں۔ الخدمت فاؤنڈیشن نے واپس جانے والے افغان مہاجرین کے لیے لنڈی کوتل کے مقام پر خصوصی کیمپس قائم کیے ہیں، جہاں ان کی سہولت اور آرام کے لیے جامع انتظامات

کیے گئے ہیں۔کیمپوں میں رہائش اور سائے کا مناسب بندوبست کیا گیا ہے، جبکہ کھانے پینے کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مہاجرین کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے صاف ستھرے واش رومز اور دیگر بنیادی سہولیات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، تاکہ ان کی واپسی کے اس مرحلے کو زیادہ سے زیادہ آسان اور باعزت بنایا جا سکے"وزیر صاحب نے الخدمت کی خدمات کو سراہا۔

- **ڈاکٹرہ عطاءالرحمان صاحب** نے کہا جہاد افغانستان کے دشمن نے امریکہ کے ساتھ دیا ہے وہ مہاجرین کی مخالفت میں پیش پیش تھے جنرل مشرف نے جو کچھ کیا اس کی ہم نے مخالفت کی ہے، روس اور امریکہ کی مخالفت کی ہے علمائے کرام کا کردار بہت اہم ہے، پاکستان پر دباؤ ہے
- **شیخ محمد خالد صادق** وزیر امر بالمعروف ونہی عن المنکر نے کہا آپ پاکستان سے آئے ہیں اور اسلامی تحریک سے تعلق رکھتے ہیں آپ اسلامی تاریخ سے واقف ہیں اسلامی خلافت جو مشرق سے مغرب تک تھی وہ کیوں ختم ہوئی کامیابی اور ناکامی دونوں کا تجزیہ ضروری ہے اس وقت ضرورت وحدت کی ہے ایسے لوگ ہیں جو اس کو نقصان پہنچاتے ہیں جماعت اسلامی ایک منظم تحریک ہے اس کو ان لوگوں کو آپس میں ملانا چاہیے جو ہمارے حق میں ہیں۔ ہم سے سراج الحق صاحب کے بے حد مشکور ہے جنہوں نے ہمیشہ ہمارا ساتھ دیا ہے۔ان کی دعا سے مجلس کا اختتام ہوا۔ مجلس اور نماز عشاء کے بعد وفد کے ارکان کو پر تکلف عشائیہ اور مخالف دیئے گئے۔

❖ صدر جمعیت الاصلاح وارکان شوریٰ سے ملاقات

دورے کے چوتھے روز صبح کے وقت ناشتہ پر جمعیت الاصلاح کابل کے صدر پروفیسر ڈاکٹر محمد زمان اسلامی csrs کابل کے صدر ڈاکٹر شارخ رؤفی و دیگر زعما و ارکان شوریٰ کے ساتھ تفصیلی نشست ہوئی۔انہوں نے بتایا کہ اس وقت ملک میں تمام سیاسی تنظیموں پر پابندی ہے۔اس وجہ سے جمعیۃ الاصلاح کی سرگرمیاں بھی معطل ہیں اور صرف تنظیمی کام اور محدود پیمانے پر دعوتی کام ہو رہا ہے۔ہم اس صورتحال پر خوش نہیں ہیں لیکن ہم نے وسیع تر ملکی مفاد کی خاطر اس کو قبول کیا ہے اور امارت اسلامی کی حمایت کو جاری رکھا ہے ۔ایک طویل عرصے کی جنگی صورتحال کے بعد ملک میں امن قائم ہوا ہے اور ھماری خواہش ہے کہ مزید کسی قسم کا خون خرابہ اور باہمی خلفشار نہ ہو۔بیروزگاری،اقتصادی کمزوری اور لڑکیوں کی تعلیم پر پابندی اہم مسائل ہیں۔جن کا حل ضروری ہے۔اس دن چونکہ انٹرنیٹ پر پابندی تھی جس کی وجہ سے موصلاتی نظام مکمل طور پر بند تھا اس لئے مقامی شرکاء نے حکومت کے سخت اقدامات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ عوامی سطح پر مخالفانہ جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔انہوں نے پاکستان کے ساتھ تعلقات کے قیام کی اہمیت پر زور دیا اور جماعت اسلامی پاکستان سے اپنا کردار ادا کرنے پر زور دیا۔

وفد نے آخر ملاقات سراج الدین حقانی (وزیر داخلہ افغانستان) سے کی۔

وفد نے افغانستان کے دورے کے آخری روز امارت اسلامی افغانستان کے وزیر داخلہ جناب سراج الدین حقانی صاحب سے ملاقات کی۔ سراج الدین حقانی نے وفد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ لوگوں سے ملاقات کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ مجالس کی مصروفیات کی وجہ سے ملاقات میں کچھ تاخیر ہوئی جس پر معذرت خواہ ہوں۔ انہوں نے وفد کے تعاون اور جماعت اسلامی کی معاونت کو سراہا۔ انہوں نے مرحوم قائدین قاضی حسین احمدؒ اور مولانا گوہر رحمانؒ کو یاد کرتے ہوئے ان کی جدوجہد کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ مزید کہا کہ پاکستان میں مہاجرین و مجاہدین کی خدمت کے حوالے سے جماعت اسلامی کا کردار تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مزید کہا کہ حالات کو بہتر بنانا ہے، بندشوں کو ختم کرنا ہے۔ اس حوالے سے جماعت کا کردار بہت اہم ہے۔ مزید کہا کہ میں قندہار میں تھا، واپس آیا تو رابطوں کی خاطر یہ مسئلہ اٹھایا۔ طویل جدوجہد کے بعد مشکلات بھی ہیں۔ فتح کے بعد میں نے جنرل باجوہ صاحب سے بھی رابطہ کیا۔ مزید کہا کہ پاکستان میں بھی تبدیلی آئی ہے جس کے نتیجے میں مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لئے معقول رویہ اور اخلاص کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ فوجی قیادت کے ساتھ روابط کا فقدان بھی مشکلات میں اضافہ کرتا ہے۔ مزید یہ بھی کہا کہ پچاس سالہ طویل جدوجہد کے بعد اب امن قائم ہوا ہے اور کوشش ہے کہ باہمی جنگوں کا خاتمہ ہو۔ سراج الدین حقانی صاحب نے کہا کہ اب باہر کی جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور ہماری کوشش ہے کہ داخلی استحکام پر توجہ دی جائے۔ اسی کے ساتھ دوسرے ممالک سے تعلقات قائم رکھنا بھی بہت اہم ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ساتھ ہمارے رشتے ہیں، ہم ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ دونوں طرف مختلف نوعیت کی جنگوں نے عقائد اور معیار پر اثر ڈالا ہے، اس کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات ضروری ہیں پاکستان سے وفد آیا تھا اور انہوں نے صلح کی کوشش کی ہے۔ آپ کی آمد ہمارے لیے خوش آئند ہے۔ اس موقع پر سنجیدہ اور مثبت رویے کی ضرورت ہے۔

- **پروفیسر ابراہیم صاحب** نے کہا کہ امن کا قیام جنگ کے بجائے مذاکرات میں ہے، لیکن ٹی ٹی پی شریعت کے نام پر کارروائیاں کرتی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین سے بیعت یافتہ ہیں۔ ہم پاکستان حکومت سے کہتے ہیں کہ وہ مذاکرات کا راستہ اختیار کرے۔
- **سراج الدین حقانی صاحب** نے کہا کہ جماعت اسلامی بہترین کردار ادا کر سکتی ہے، اور مذاکرات کا دروازہ کھلنا چاہیے۔ ٹی ٹی پی کے مطالبات معلوم ہیں، جیسے قیدیوں کی رہائی وغیرہ، ان پر بات ہوئی ہے۔ قومی جرگے کے ذریعے صلح

ممکن ہے۔ٹی ٹی پی پر جماعت اسلامی کا دباؤ ہونا چاہیے۔ مہمند اور وزیرستان کے لوگ یہاں پر آئے ہیں جس کی وجہ سے مشکلات پیدا ہوئی ہیں، لیکن مذاکرات کے ذریعے انہیں بھی فائدہ ہو سکتا ہے۔ سراج الدین حقانی صاحب نے کہا کہ امریکہ کا بگرام سے متعلق مطالبہ ہمارے لیے اہم ہے۔اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو دیگر معاملات بھی بہتر ہو سکتے ہیں۔اس مقصد کے لیے متحدہ عرب امارات کی مدد سے افغانستان کے صوبہ غزنی میں کیمپ قائم کئے گئے ہیں، جہاں ٹی ٹی پی کے افراداوران کے بیوی بچوں کو آباد کیا گیا ہے جو مقامی افغان ٹی ٹی پی کی کاروائیوں میں شامل ہیں ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا گیا ہے، اور اس وقت بھی ان میں سے 2600 افراد جیلوں میں موجود ہیں۔

- **پروفیسر ابراہیم صاحب** نے کہا کہ امیر جماعت حافظ نعیم الرحمن صاحب کی خواہش ہے کہ وہ افغانستان آئیں اور امیر المؤمنین صاحب سے ملاقات ہو جائے۔ حقانی صاحب نے کہا آپ کی خواہش ان تک پہنچائی جائی گی۔ یہ بات اچھی بات ہے۔
- **عنایت اللہ خان صاحب** نے کہا کہ جنرل عاصم منیر صاحب کے ساتھ ملاقات میں امیر جماعت نے TTP کے ساتھ مذاکرات کی اہمیت بتائی۔ حقانی صاحب نے مزید کہا ہم تو پاکستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ واں تعلیم کی ہے، جب بھی پاکستان کے فوجی حکام اور محسن نقوی سے بات ہوئی ہے۔ باجوہ صاحب سے بھی رابطے رہے، پاکستان اور افغانستان کے لوگوں میں رابطے ضروری ہیں
- حقانی صاحب نے کہاTTP کا مسلئہ بھی حل ہو جائے گا ISI کے جنرل فیض حمید صاحب کے ساتھ مذاکرات کا انتظام کیا، ہم نے پاکستان سے کہا کہ وہ مذاکرات میں ایسے لوگ بھیجیں جو فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

میں خود GHQ گیا تھا اور باجوہ صاحب سے کہا کہ آپ ان کو پاکستانی تصور کریں اور ان کے حق میں جو بھی فیصلہ کریں اس میں پاکستان کا فائدہ ہو گا۔ ہم نے افغانستان میں ایسا کیا ہے اس کا فائدہ ہوا ہے۔ مزید کہا کہ اگر ہم TTP کو ترک کر دیں اور پاکستان بھی نہ اپنائیں گے تو پھر وہ کسی اور طرف جائیں گے۔ ایران یا ہنداستان کی طرف یا داعش کے ساتھ مل جائیں تو اس لئے حکمت علمی نبانی چاہئے۔ دونون طرف کا نقصان ہے ہمیں ایک روپے کا فائدہ نہیں افغانستان میں پاکستان کے خلاف جذبات ہیں لیکن ہم اس کے خلاف ہیں۔ اگر مذاکرات آپ کے لئے نقصان دہ ہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں، فوج کی طرف سے سختی ہے موقف میں لچک ضروری ہے ۔ہم ان کو پکڑ کر آپ کے حوالے نہیں کر سکتے۔

سرحدی مسائل بھی ہے، ہم وہاں سڑک نہیں بنا سکتے، چوکیاں نہیں بنا سکتے، بجلی کا بندوبست نہیں کر سکتے، اپنے علاقے مین بھی نہیں بنا سکتے ہم سے وعدے کرتے ہیں لیکن پورا نہیں کرتے۔

- عنایت اللہ خان صاحب نے کہا دیر میں جرگہ ہوا، فوجی حکام سے بات کی، عوام نے TTP کے خلاف بندوق اٹھائی۔ حالانکہ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے۔
- ڈاکٹر محمد اقبال خلیل صاحب نے کہا کہ افغان باشندوں کو پاکستان کے خلاف کارروائیوں سے روکنا بہت ضروری ہے اور یہ اہم کام ہے جس کو جاری رہنا چاہیے۔

اس کے جواب میں حقانی صاحب نے کہا کہ چونکہ قبائل دونوں طرف (پاکستان اور افغانستان میں) موجود ہیں، اس لیے یہ ایک مشکل کام ہے، لیکن ہم اس پر عمل کر رہے ہیں،پاکستان اور افغانستان کے درمیان دو طرفہ معاہدہ اُس وقت ممکن ہے جب باہمی اعتماد بحال ہو جائے۔ میں نے جب بھی پاکستان سے بات کی ہے تو وہ ہمیشہ جنگ بندی (سیز فائر) کے مسئلے کو سب سے پہلے سامنے لے آتے ہیں۔ انہوں نے وفد کا شکریہ ادا کیا اور تحائف دیئے۔

❖ مشاہدات

1۔ افغانستان میں اس وقت ایک مضبوط مرکزی حکومت قائم ہے جس کا اثر و رسوخ پوری ملک کے تمام صوبوں اوراضلاع پر قائم ہے امن و امان کی صورتحال گزشتہ 5 دہائیوں کے جنگ و جدل اور بیرونی جارحیت کے بعد مثالی ہے۔

2۔ افغنستان کی اقتصادی صورتحال، سماجی ترقی اور کاروبار میں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے بیرونی تجارت ،ملکی تجارت ،اشیائی صرف کی ارزانی ،زراعات اور صنعت میں ترقی اورسودوکرپشن سے پاک معاشرے کے قیام نے ہر شہری کو فائدہ پہنچایا ہے۔

3۔ ملکی آئینی و دستوری ڈھانچے کی تعمیر، لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم پر پابندی اور پڑوسی ممالک بالخصوص پاکستان کے ساتھ تعلقات کی بحالی ایسے مسائل ہیں جو حل طلب ہے ۔

4۔ افغان طالبان کی قیادت جماعت اسلامی پاکستان اور اس کے قائدین اور کارکنان کی افغانستان کے مہاجرین اور مجاہدین کے لئے مسلسل نصرت اور حمایت کی معترف ہے اور اس کا برملا اظہار کرتی ہے۔

5۔ پاکستان کے حوالے سے یہ افغانستان کی پہلی حکومت ہے جو اس کیلئے نیک جذبات رکھتی ہے اور اس کے ساتھ قریبی تعلقات باہمی احترام کی بنیاد پر استوار کرناچاہتی ہے۔ اور ایک طویل المیعاد حکمت عملی کے ساتھ ٹی ٹی پی کی کروائیوں کا سدباب کرنا چاہتی ہے۔

6۔ وفد کی قیام کی دوران ایک بڑا واقعہ انٹرنیٹ کی بندش کا پیش آیا۔ دو دن تک ملک کا مواصلاتی نظام مکمل طور پر مفلوج رہا اور ایک سخت اضطراری کیفیت طاری رہی جس کو سب نے محسوس کیا۔لیکن امارت اسلامی کی قیادت نے 48 گھنٹے کے اندر اپنا فیصلہ واپس لیا اور انٹرنیٹ سروس کو بحال کر دیا۔ جو ان کی دانشمندی کا ایک ثبوت ہے کہ وہ مشکل فیصلے نافذ کرنے اور اس کو واپس کرنے کی بھی قدرت رکھتے ہیں۔

7۔ امارت اسلامی افغانستان اپنی تمام ترکمزوریوں اور عصر جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگی نہ ہونے کے باوجود عصر حاضر میں کسی بھی ملک میں اسلامی نظام حکومت کی ایک بہترین مثال اور امت مسلمہ کے لئے اس کی خدمات اور حمایت کی ضرورت ہے۔اور جمعیت الاصلاح کی سرگرمیوں پر پاپندی لگائی ہے لیکن ان کے خلاف مزید کسی تادیبی کاروائی سے گریز کیاہے۔اس لئے یہ پابندیاں قابل برداشت ہیں۔

8۔ ٹی ٹی پی کے حوالے سے حکومت پاکستان کا موقف یہ ہے کہ امارت اسلامی افغانستان کی مکمل تائید اسے حاصل ہے اور اگر یہ اسے ختم کرنا چاہیے تو اسی طرح ختم کر سکتا ہے جیسے داعش کو ختم کیا اس کے جواب میں امارت اسلامی کا موقف یہ ہے کہ امریکہ کے خلاف بیس سالہ جہاد میں اس نے ہمارا ساتھ دیا ہے اس لیے یہ ممکن نہیں کہ ہم ان کو پکڑ کر پاکستان کے حوالے کر دیں۔البتہ ان کو مذاکرات کے لیے عمران خان کے دور کے آخر میں جنرل فیض حمید کے سامنے بٹھایا تھا اور اب بھی یہ کر سکتے ہیں۔ہم ان کو افغانستان کی سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے بارڈر پر پاکستان کی طرف سے مشکلات ہیں افغانستان کو بارڈر پوسٹ قائم کرنے کی اجازت نہیں جبکہ پاکستان کی فوج اس پر موجود ہے اس لیے بارڈر پر ان کو روکنے کی ذمہ داری پاکستان کی ہے۔

❖ سفارشات

1 جماعت اسلامی پاکستان کے امیر حافظ نعیم ارحمان کی قیادت میں ایک وفد افغانستان کا دورہ کرے جس میں کوشش کی جائے کہ امیر تحریک ملا ہیبت اللہ اور رئیس الوزراء مولا حسن اخوند و دیگر اکابرین سے ملاقات ہوں حزب اسلامی کے سربراہ انجینئر گلبدین حکمتیار بھی اس فہرست میں شامل ہوں تو مناسب ہوگا۔

2 موجودہ خیر سگالی وفد امیر جماعت سے ملاقات کے بعد وزارت خارجہ کے حکام ،وزیر داخلہ محسن نقوی، گورنر صوبہ خیبر پختونخواہ، وزیراعلیٰ و دیگر اہم شخصیات سے مل کر اپنی دورے کے نتائج سے اگاہ کرے اور سفارتی تعلقات کی بحالی پر زور دے نیز ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ بھی عوام کو اگاہی دے۔

3 کُل پاکستان اجتماع عام میں شرکت کیلئے امارت اسلامی افغانستان کی ایسی شخصیت کو مدعو کیا جائے جو بیلک لسٹ نہ ہو اور افغان سفارت خانے کے ذریعہ ان کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

4 افغانستان کو رسمی طور پر تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا جائے ۔

5 پاک افغان تعلقات کو جماعتی سطح پر مزید بہتر بنانے کیلئے اتحاد العلماء، الخدمت فاؤنڈیشن، پیما، پاکستان بزنس فورم، تنظیم اساتذہ اور دیگر برادر تنظیموں کی نمائندہ وفود بھیجے جائیں

6 IRSپلیٹ فارم کے تحت ایک بڑا پروگرام پشاور میں طے کیا جائے جس میں افغانستان سے افراد شامل ہوں۔

7 دیگر اسلامی تحریکوں کی وفود کو بھی افغانستان جانے کا اہتمام کیا جائے۔

❖ حرف آخر

اس رپورٹ کی تیاری کی دوران ہی افغانستان اور پاکستان کے درمیان جنگی صورتحال پیدا ہو گئی۔ تیراہ وادی میں تخریبکاری کے واقعے کے بعد جس میں کئی فوجی اہلکار شہید ہوئے پاکستان نے جوابی کاروائی کے طور پر کابل اور پکتیکا صوبوں میں موجود ٹی ٹی پی کے ممکنہ مراکز پر فضائی حملے کئے جس کے جواب میں افغان فوج نے 7 مختلف مقامات پر پاکستانی پوسٹوں پر حملے کئے ہیں۔ دونوں ملکوں کے مابین ایک سنگین صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔ اس دوران افغان وزیر خارجہ امیر خان متقی کا ہندوستان کا دورہ بھی پہلے سے طے تھا جہاں انہوں نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان پر حملوں کا الزام عائد کیا اور جوابی کاروائی کی دھمکی دی جب کہ افغان وزیر دفاع ملا یعقوب نے بھی شدید رد عمل کا اظہار کیا۔ اس لئے پاکستان اور افغانستان کے تعلقات میں ایک بار پھر شدید بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔ جس کا تدارک کرنا ضروری ہے۔